خاندان کی اہمیت کو تسلیم کرنا، بچوں کی جذباتی، جسمانی، ذہنی اور روحانی ترقی اور معاشرتی زندگی میں خاندان کے مثبت کردار کو مستحکم کرنے پر زور دینا" شامل ہے۔ کانفرنس کے اعلامیے میں "بچوں کے حقوق کو تسلیم کرنے اور معاشرے پر بچوں کی ذمہ داری" کے مختلف پہلوؤں کا بھی تذکرہ کیا گیا جبکہ اس کے دوسرے حصے میں "حکومتوں اور بین الاقوامی تنظیموں کی ذمہ داریوں" اور "مذہبی اور روحانی فرائض" کا حوالہ دیا گیا ہے۔

کانفرنس میں "دنیا بھر کے بچوں کے لیے التجاؤں" کے ایک سلسلے کی بھی منظوری دی گئی، ان میں بچے کا ذکر "زندگی اور معجزہ، خوبصورتی اور پراسراریت، تکمیل اور وعدہ" اور ماضیٔ مجسم اور مستقبل دل خوش کن" عنوانات کی صورت میں کیا گیا ہے۔ اعلامیے کے مطابق "معاشروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کو متاثر کرنے والی وسیع انسانی طاقتوں کے نمایاں جرموں اور ناکامیوں کا مقابلہ کریں۔ بچوں کے حقوق کو بھرپور حقیقت کا روپ دینے کے لیے سماجی نظام موجود ہے اور نہ بین الاقوامی نظام۔ ہم اپنے ایک دوسرے پر منحصر سیاسی و اقتصادی نظاموں کی اس طرح اصلاح اور تعمیر نو کرسکتے ہیں کہ وہ بچوں کی تمام بنیادی ضروریات کو احسن طریقے سے پوری کرسکیں۔ ہمیں جن خوفناک حقیقتوں کا سامنا ہے وہ ہمارے لیے شرمناک ہیں۔ اس لیے کہ وہ زندہ موجود ہیں یہ ہم سے ندامت اور پشیمانی کا تقاضا کرتی ہیں کہ انہیں برداشت ہی نہیں کیا گیا بلکہ بعض اوقات حق بجانب بھی ٹھہرایا گیا۔ یہ سب باتیں ہم سے جوابی اقدام کا مطالبہ کرتی ہیں اس لیے کہ ان سے عہدہ برآ ہوا جاسکتا ہے اور چند ایک سے تو فوری طور پر نبٹنا چاہیے۔

لندن کی عالمی دوستوں کی کمیٹی برائے مشاورت (FRIENDS WORLD COMMITTEE FOR CONSULTAION) نے جو دنیا بھر میں انجمن احباب (QUAKERS) کے اجتماعات کا اہتمام کرتی ہے، مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ مسلح تصادموں میں بچوں کو استعمال کرنے کے بارے میں جائزہ لے اور بچوں کی فوجی بھرتی کے خلاف بین الاقوامی کارروائی کرے۔

(رپورٹ اے پی ایس بلیٹن)

برطانیہ

نسلی اقلیتوں کے ساتھ عیسائیوں کا اشتراکِ عمل

برطانیہ میں سیاہ فام آبادی افریقی، ایشیائی اور غرب الہند کی ثقافتوں کی آمیزش کی عکاسی کرتی ہے تاہم یہ عکاسی بجائے خود اتنی سادہ اور آسان نہیں ہے جتنی کہ نظر آتی ہے کیونکہ

افریقی ثقافتیں متنوع اور گوناگوں ہیں۔ برطانوی سیاہ فام گروپوں میں قدرِ مشترک کے طور پر پائی جانے والی ایک افسوس ناک بات یہ ہے کہ 1950ء کی دہائی میں جب وہ نقلِ مکانی کر کے برطانیہ پہنچے تو سفید فام چرچوں نے ان کا خوشدلی سے خیر مقدم نہیں کیا بلکہ بعض صورتوں میں سیاہ فام اور سفید فام چرچوں کے درمیان ہم آہنگی استوار ہونے میں تیس سال سے زائد عرصہ لگ گیا۔

ایونجلیکل الائنس (EVANGELICAL ALLIANCE) نے افریقی کرسچین ایونجلیکل اتحاد قائم کر کے اور مشن 89 نے برکٹسن میں بلی گراہم کے پینٹے کوسٹل (PENTE COASTAL) چرچ سے خطاب کے بعد "ماضی کے گناہوں" کو دھونے کی بہت کوشش کی ہے۔

متعدد چرچوں نے سیاہ فام باشندوں کو اپنے حلقوں میں لانے کے لیے نسلی حد بندیوں کو توڑنے کی خصوصی کوششیں کی ہیں۔ برمنگھم کے لیڈی پول روڈ کنگریگیشنل چرچ (LADY POOL ROAD CONGREGATIONAL CHURCH) نے مسٹر جم سمپسن (JIM SIMPSON) کو ایک ایسے بزرگ کی حیثیت سے اپنی مشنری ٹیم میں شرکت کی دعوت دی ہے جنہیں بنگلہ دیش میں تیرہ سال تک مشنری کام کا تجربہ حاصل ہے اور جن پر ایشیائی برادری میں مشنری کام کی خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

ان کے کام کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ گھروں میں ملاقاتوں کے لیے جاتے ہیں۔ وہاں اپنا لٹریچر چھوڑ آتے ہیں۔ مسلمانوں اور دیگر نسلی گروہوں کے ساتھ دوستی استوار کرتے ہیں۔ ایشیائی ہمسایوں کے ساتھ بائیبل کا مطالعہ شروع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خدا کے متلاشی لوگوں کو ڈھونڈتے ہیں۔

مغربی یارک شائر کے شہر کرک لیز (KIRKLEES) میں مسلمان آبادیوں میں رہائش پذیر اور مسلمانوں کے ساتھ کام کرنے والے عیسائیوں نے غیر معمولی قسم کا بین المذہبی کام کا آغاز کر رکھا ہے۔ گذشتہ دو برس سے موسمِ گرما میں آپریشن موبلائزیشن (OPERATION MOBILIZATION) کی ٹیمیں "یورپ سے محبت کرو" (LOVE EUROPE) پراجیکٹ کے حصے کے طور پر مقامی کوششوں کو متعارف کروا رہی ہیں۔ منصوبے کے تحت پورے براعظم کے عیسائی مقامی چرچوں کو نسل پرستی کے خلاف امداد فراہم کرتے ہیں اور نسلی اقلیتوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

"یہ سخت محنت طلب اور سست رفتار کام ہے" کرک لیز کرسچین مشن (K C M) کے ہمہ

وقتی کارکن گیلن ایلس (GLYN ELLIS) کہتے ہیں "لیکن اس طریقے ہی سے حقیقی تعلقات کی تعمیر ممکن ہے"۔

پہلے کے مقابلے میں گذشتہ سال ایشیائی باشندے براہ راست رابطے میں زیادہ بے تکلفی کے ساتھ آگے بڑھے ہیں۔ اس وقت کرک لیز کے علاقے میں ایشیائی عیسائیوں کے تین گروہ ہیں نسلی اقلیتوں میں کام کرنے والے عیسائی اگر مقدّس تعلیمات کو واضح طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں تو انہیں تبلیغ اور سماجی انصاف کے درمیان توازن کی ضرورت کو اچھی طرح ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ پناہگزینوں کی کونسل کے مطابق اس وقت صومالیہ کے پناہ گزینوں کو برطانیہ میں رہائش کی تلاش میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ ان کی تنہائی اور پژمردگی کا عالم یہ ہے کہ ان میں خودکشی کی وارداتیں اب غیر معروف نہیں رہیں۔ اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ برطانوی چرچ ان لوگوں کو اس تندہی اور مؤثر طریقوں سے امداد مہیا کریں گے۔ جیسے انہوں گذشتہ مئی میں ترکی سے برطانیہ پہنچنے والے کردوں کو فراہم کی تھی۔ نظر بندی کے کیمپوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے امیگریشن حکام نے سیاسی مذہبی اور نسلی ایذا رسانی سے بھاگ کر سیاسی پناہ کے خواہشمندوں کو مشرقی لندن میں رہائش پذیر کردوں کے پاس بھیج دیا۔ وہاں کے چرچوں نے فوری طور پر کارروائی کی۔ چرچوں کو مل جل کر کام کرنے میں اس وجہ سے بھی آسانی ہوئی کہ اس علاقے میں ایونجلیکل کرسچین برائے اربن مشن (E CUM) کا تنظیمی جال پہلے ہی سے بچھا ہوا تھا۔ ای سی یو ایم کے جریدے سٹی کرائز (CITY CRIES) میں چھپنے والے ایک خط میں صورت حالات کے بارے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا گیا ہے: "ہمارے ہاں عموماً ایسا نہیں ہوتا کہ ایونجلیکل، کیتھولک بلکہ تمام بڑے فرقوں کے عیسائی کسی دھوئیں بھرے کمرے میں ٹریڈ یونین کے فعال کارکنوں اور کمیونسٹوں کے ساتھ بیٹھے نظر آئیں اور ایک مشترکہ مقصد کے لیے ان کے ساتھ مل کر اپنے آپ کو منظم کرنے کی کارروائیوں میں مصروف ہوں"۔

امداد کی فوری فراہمی کے لیے مقامی چرچ ایک دوسرے سے بڑی اچھی طرح مربوط تھے اور اس کی وجہ وہ انتظامی ڈھانچہ تھا۔ جو سالہا سال کی مدت میں تعمیر کیا گیا تھا۔ ڈاؤنز روڈ کے باپٹسٹ چرچ میں 24 پناہ گزینوں کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ اسی طرح کرد پناہ گزینوں کے لیے چرچ کے امدادی گروپ کی تشکیل کی گئی۔ محکمہ داخلہ کی طرف سے کرد پناہ گزینوں کو جب معاشی پناہ گزین قرار دینے سے انکار کر دیا گیا تو ان کو سیاسی پناہ گزینوں کی حیثیت دلوانے کی مہم چلانے کے لیے چرچ نے ایک امدادی گروپ تشکیل دیا۔

چرچ کے امدادی گروپ نے ابتدائی ضرورت کے تحت 3800 پناہ گزینوں کو جو 2 مئی اور 23 جون 1989ء کے عرصے میں برطانیہ پہنچے تھے۔ عارضی طور پر چرچ کے ہالوں میں ٹھہرایا۔ لیکن اسے اب ان لوگوں کے طویل المدت مسائل کا سامنا ہے۔ جسے وہ ترک اور کرد گروہی تنظیموں اور کرد پناہ گزینوں کے قانونی گروپ کے ساتھ مل کر حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ایک کرد خاندان کو فری چرچ سنٹر کے گھر میں عارضی طور پر پناہ دے کر اور سینئر چرچ راہنما نے آخری لمحے مداخلت کر کے ملک بدر ہونے سے بچا لیا۔ بہت سے کرد پناہ گزین جنہیں محکمہ داخلہ ملک سے نکالنا چاہتا ہے تشدد کا شکار ہو گئے۔ سیہولیگیوون نامی ایک 26 سالہ کرد نے سیاسی پناہ نہ ملنے پر واپس جانے کی بجائے اپنے آپ کو آگ لگا کر خودکشی کر لی۔ رپورٹ کے مطابق اس صورت حال کا مثبت پہلو یہ ہے کہ بہت سے کردوں نے مشن 89 میں شرکت کی اور صلاح مشورے سے آگے بڑھ کر اس میں عملی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

رشدی کے ساتھ موازنے پر خفگی کا اظہار

کمیشن برائے نسلی مساوات کی ایک رپورٹ میں سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کا موازنہ کیتھولکوں کی اسقاط حمل کی مہم سے کیا گیا ہے۔ دینی مکاتب: "ایک کثیر ثقافتی معاشرے میں مذہبی اسکول" کے عنوان سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں نے شیطانی آیات کے خلاف احتجاج کے لیے اپنے مذہبی اور خاندانی ڈھانچوں کو جس طرح استعمال کیا۔ اس پر کئی حلقوں میں غم و غصے کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن اس قسم کے عتاب کا نشانہ رومن کیتھولکوں کو اس وقت نہ بنایا گیا جب انہوں نے پرائیویٹ ممبروں کی جانب سے بلوں کے ایک سلسلے کی حمایت میں سرگرمی دکھائی، جن کا مقصد عشرۂ 1970ء کے اوائل سے اسقاط حمل کے حقوق پر پابندی عائد کروانا تھا۔ اس وقت تو اسے، پسندیدگی یا کراہت سے قطع نظر یوں سمجھا گیا کہ یہ ایک نہایت منظم گروہ ہے جو ایک بنیادی عقیدے کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے اپنے تمام تنظیمی یونٹوں کو حرکت میں لا رہا ہے۔

سی آر ای کا کہنا یہ ہے کہ اپنے اسکولوں کا تقاضہ کرنے والے مسلمان کیتھولکوں سے کچھ کم بنیاد پرست نہیں ہیں۔ لیکن سی آر ای کی سوشل پالیسی کے ڈائریکٹر جین کاوزنز (JEAN COUSSINS) کا خیال ہے کہ مذہبی اسکولوں کے بارے میں یہ استفسار کہ آیا یہ زیادہ